خلیفہ اعلیٰ حضرت، سلطان المدرسین حضرت علامہ ومولانا

# رحم الٰہی منگلوری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

# کی حیات وخدمات

ناشر

الاصلاح فاؤنڈیشن، منڈلہ ایم۔پی

ﷺ

# خلیفہ اعلیٰ حضرت، سلطان المدرسین حضرت علامہ رحم الٰہی منگلوری مظفرنگری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات

جائے ولادت و تعلیم و تربیت:

سلطان المدرسین استاذ العلماء والمشائخ حضرت علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری رضوی قادری مظفرنگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت قصبہ منگلور مظفرنگر (اتر پردیش) میں ایک دیندار تقویٰ شعار گھرانے میں ہوئی، آپ نے درس نظامیہ کی تکمیل مدرسہ عالیہ رام پور (اتر پردیش) میں کی، استاذ المعقولات حضرت علامہ شاہ سید عبد العزیز انبیٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ رشید شمس العلماء حضرت علامہ عبد الحق خیر آبادی بن مجاہد آزادی حضرت فضل حق خیر آبادی علیہما الرحمہ سے خصوصی طور پر شرف تلمذ حاصل کیا۔ (تجلیات خلفاء اعلیٰ حضرت)

درس و تدریس:

سلطان المدرسین حضرت علامہ رحم الٰہی قادری رضوی منگلوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کرام سے جس قدر علم کی دولت حاصل کی تھی، پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے طلبہ میں آپ نے تقسیم کر دیا، آپ کا علمی فیضان مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ وغیرہ میں جاری رہا اور اعلیٰ مناصب پر فائض رہے۔ معقولات میں مہارت تامہ حاصل تھا، درس و تدریس کا انداز نرالا تھا، شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے خصوصی طور پر حضرت علامہ رحم الٰہی منگلوری علیہ الرحمہ سے درس لیا۔ (ایضاً)

آپ کے تلمیذ رشید علامہ تقدس علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ منظر اسلام بریلی جو 1322ھ میں قائم ہوا تھا اس کے قیام کے بعد ہی تشریف لے آئے تھے، وہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے بھی استاذ ہیں، منطق و فلسفہ کے استاد رہے، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت علیہ الرحمہ سے خلافت بھی حاصل تھی، اور انجمن اہل سنت کے ناظم تھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری علیہما الرحمہ کو اپنی دونوں آنکھیں اور ایک کو دل دوسرے کو جگر فرمایا ہے۔ (معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء ص 53)

مشہور و معروف تلامذہ کرام:

استاذ العلماء علامہ سردار ولی خاں بریلوی، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی، حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خاں بریلوی، محسن ملت علامہ حامد علی فاروقی رائے پوری، استاذ الفقہاء علامہ تقدس علی خاں بریلوی، شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی پیلی بھیتی، مفسر اعظم ہند علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی علیہم الرحمہ (تجلیات خلفاء اعلیٰ حضرت)

حضور حجۃ الاسلام نے اپنے والد گرامی امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے حکم پر مفتی اعظم ہند کو پڑھانا شروع کیا آپ نے تین سال کی عمر میں

ناظرہ قرآن کریم ختم

فرمایا۔ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مفتی اعظم سے فرمایا آج سے آپ مولانا رحم الٰہی منگلوری اور مولانا بشیر احمد علی گڑھی سے کتابیں پڑھیں گے۔

علامہ رحم الٰہی منگلوری فرماتے ہیں:

"میں اپنے لئے یہ بڑا اعزاز سمجھتا ہوں کہ آپ نے مستقبل کے مجدد کی تعلیم کیلئے مجھے منتخب فرمایا ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ حقیقی تعلیم تربیت آپ ہی فرمائیں گے کیونکہ صاحبزادے صاحب میں جو آثار بزرگی میں ابھی سے دیکھ رہا ہوں وہ حیرت انگیز ہے۔

(حضور تاج الشریعہ کے ویبسائٹ سے ماخوذ)

تدریس میں پابندی اور حضور مفتی اعظم کی بچپنے کی کرامت:

خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت قاری محمد امانت رسول قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد محترم حضرت علامہ قاری غلام محی الدین صاحب خطیب ہلداوانی نے ے فرمایا قاری امانت رسول سنو میرے استاد گرامی حضرت مولانا مفتی رحم الٰہی منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن ان کا دودھ پیتا بچہ شدید بخار میں مبتلا تھا بحالت بیہوشی بچے کو چھوڑ کر دارالعلوم منظر اسلام میں درس قرآن و حدیث دینے چلے آئے درس خوب محنت ومشقت سے دیا۔ دوران درس ہی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم طفلی میں اپنے استاد گرامی کی کشمکش کو بذریعہ کشف محسوس کر کے عرض کیا حضرت اگر اجازت ہو تو آپ کے گھر پہنچ کر بچے کی خیریت معلوم کرلوں۔ حالت اضطراری میں استاد گرامی نے اجازت دے دی حضور مفتی اعظم ہند اپنے استاد محترم علامہ منگلوری علیہ الرحمہ کے گھر پہنچے دودھ پیتے بچے کو یعنی اپنے استادزادے کو شدید بخار میں بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر سرہانے بیٹھ گئے اور کچھ پڑھ کر بچے پر دم کرنے لگے۔ بس اسی وقت بچے کو پسینہ آیا اور فوراً بخار اتر گیا ساتھ ہی بچے کو ہوش بھی آ گیا اور مادر گرامی سے بچے نے دودھ طلب کیا جب استاد زادے نے دودھ پی لیا تو استانی صاحبہ نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے فرمایا جو خود اس وقت بچے ہی تھے۔ شہزادے آپ کے استاد اس بچے کو بخار اور بیہوشی کے عالم میں چھوڑ کر گھر سے مدرسے چلے گئے میں نے کہا بھی آج نہ جایئے بچے کی حالت اچھی نہیں ہے لیکن انہوں نے فرمایا کچھ ہو درس حدیث پاک ناغہ نہیں کرسکتا (اس واقعہ سے معلمین و مدرسین سبق حاصل کریں) پھر حضرت مفتی اعظم ہند واپس تشریف لائے اور استاد گرامی کو خبر دی کہ صاحبزادے ٹھیک ہیں اور انہوں نے دودھ بھی پی لیا ہے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی رحم الٰہی منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ششدر رہ گئے کہ بچے کی بیماری بیہوشی بخار کی شدت کا حال انہوں نے کسی سے نہیں کہا تھا، پھر حضور مفتی اعظم ہند نے کیسے معلوم کرلیا۔

(تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص22)

بیعت وخلافت:

سلطان المدرسین علامہ رحم الٰہی منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شرف بیعت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے حاصل تھی، اور آپ کی دینداری تقویٰ وطہارت اور علمی قابلیت وصلاحیت سے متاثر ہو کر سیدنا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

سیدی اعلیٰ حضرت نے

پچاس خلفا کی فہرست میں 18 واں نمبر پر یہ تحریر فرمایا، جناب مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب، مدرس مدرسہ اہلسنت محلہ سوداگراں بریلی، عالم فاضل، مدرس، مجاز طریقت۔(ایضاً)

بارگاہ اعلیٰ حضرت میں مقبولیت:

علامہ تقدس علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: حضرت مولانا ظہور الحسین فاروقی رامپوری مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں مدرس رہے، ان کے جانے کے بعد حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہما الرحمہ امیدوار ہوئے، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ان دونوں میں سے کسی کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔لہٰذا لکھا کہ ایک میرا دل اور دوسرا میرا جگر ہے اور دونوں میری آنکھیں ہیں، ایک ماہ ایک کو مدرس اول لکھا جائے اور دوسرے ماہ دوسرے کو مدرس اول لکھا جائے اور تنخواہیں دونوں کی برابر رکھی جائیں۔

(معارف رضا کراچی، جولائی 2013، ص 56)

جماعت رضائے مصطفیٰ سے وابستگی:

7 ربیع الآخر 1339ھ 17 دسمبر 1920ء میں مجدد اعظم سیدی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف قائم فرمایا اور سرپرست قرار دئے گئے، اس تنظیم سے امام احمد رضا کے رفقاء، مریدین، خلفا اور تلامذہ زیادہ تر منسلک تھے، ان میں سرپرست عمومی میں جماعت اہلسنت کے سرخیل میں سے 24 نفوس قدسیہ کے اسماء مبارک شامل ہیں، ساتویں نمبر پر حضرت سلطان المدرسین علامہ رحم الٰہی منگلوری کا اسم گرامی اس طور پر ہے (7) صدر العلما مولانا رحم الٰہی منگلوری

(تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص 43)

شدھی تحریک:

اس تحریک نے راجستھان، آگرہ، راجپوتانہ اور دوسرے علاقوں کو نشانہ بنایا اور مسلمانوں کو مرتد کرنے کا سلسلہ شروع کیا، اس فتنہ ارتداد کی خبر جب مرکز اہلسنت بریلی شریف پہنچی تو جماعت رضائے مصطفیٰ کے مرکزی صدر ثانی حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لئے بریلی شریف سے علماء اور مشائخ کے وفود مختلف علاقوں میں روانہ کرنا شروع کیا، اس تحریک کے سد باب کے لئے حضرت سلطان المدرسین علامہ رحم الٰہی منگلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وقت کی قربانی دے کر علم کے نور سے کثیر تعداد میں مسلمانوں کو شدھی تحریک کی گمراہیت سے بچا کر فتنہ ارتدداد سے بچایا۔

مرکز اہلسنت بریلی شریف میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کی صدارت میں 8 جمادی الاول 1342ھ 1923ء میں علماء کرام ورمشائخ عظام کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا، اس سے قبل جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کے اہم عہدیداروں پر مشتمل ایک خصوصی نشست ہوئی، اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے سلطان المدرسین علامہ منگلوری علیہ الرحمہ نے فرمایا:

دینی ناواقفیت ہی کسی مسلمان کے بھٹکنے کا باعث ہوسکتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان راجپوتوں اور دیسی اور دوسری قوموں کے لئے

مذہب سے واقفیت کے

ذرائع بہم پہنچائے جائیں۔(ایضاً،ص209)

موضع کھڑوائی کے علاقے میں شدھیوں کے چنگل میں پھنسے مسلمانوں کو آزاد کرنے کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ کا جو وفد اس علاقے میں کام کیا اس میں حضور مفتی اعظم ہند، سلطان المدرسین حضرت علامہ رحم الٰہی منگلوری، شیر بیشہ اہلسنت، صدرالا فاضل، مبلغ اسلام علامہ شفاء الرحمٰن مظفر پوری وغیرہ جیسے عظیم الشان شخصیات شامل تھے، ان شخصیات کے خدمت دین کا جوش وجذبہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب یہ قافلہ آگرہ اسٹیشن پہنچا تو کھڑوائی جانے کے لئے کوئی سواری نہیں تھی، تو ان مقدس شخصیات نے بنا وقت گنوائے پیدل ہی سفر شروع کیا اور پا پیادہ ہی کھڑوائی پہنچے پھر اس وفد نے جو وہاں کے مناظر دیکھے، مسلمانوں کے حالات دیکھے وہ ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ کن سنگین حالات اور کیسے پر آشوب ماحول میں ہمارے اکابرین نے دین کا کام کیا۔

لکھا ہے کہ موضع کھڑوائی، یہاں پر کافی مسلم راجپوت آباد ہیں مگر بدقسمتی سے شدھیوں کے شکنجے میں چلے گئے ہیں، انھوں نے آریہ سماجی کا رنگ غالب کر دیا، اور یہ صرف نام کے مسلمان رہ گئے، جب جماعت رضائے مصطفیٰ کا یہ مقدس قافلہ کلمۂ توحید اور کلمۂ شہادت کی صدائیں لگاتے ہوئے آبادی میں داخل ہوا، تو جو انہوں دیکھا وہ نا قابل یقین تھا، آبادی کی حالت بد سے بدتر تھی۔ مسلمانوں کے مکانات پر رام رام، سر پر چوٹیاں تھیں، مسلمانوں کے نام مرلی سنگھ، ہری سنگھ تھے، جب یہ آپس میں ملتے تھے تو سلام کی جگہ رام رام کہتے تھے۔ جب علاقائی لوگوں سے جماعت رضائے مصطفیٰ کے وفد کے اراکین کی ملاقات ہوئی تو لوگوں نے یہ دلخراش بات کہی کہ صاحب ہم کو نماز روزہ نہ بتانا، اس سے خاندان بگڑ جاتا ہے، اور ہماری راجپوتی میں فرق پڑتا ہے۔

مسلم راجپوتوں کی حالت دیکھ کر، اور ان کی باتیں سن کر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ نام کے بھی مسلمان ہیں، بلکہ ایسا گمان ہوتا تھا کہ ہندوؤں کے گاؤں میں آ گئے ہیں۔ اسلام نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام ان کے قریب سے بھی نہیں گزرا ہے۔

موضع کھڑوائی کے مسلم بے خبر راجپوتوں کو جمع کر کے ان شخصیات نے ان کو اسلام کی تعلیمات بتائیں اور تقریریں کیں، ان کی مؤثر اور جادو بھری تقریر نے ان لوگوں کے باطل اعتقادات، جو ان کے دلوں میں رسوخ واستحکام سے جمے ہوئے تھے، متزلزل کر ڈالے، ان کے تمام شبہات دور کئے، ان کے سارے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے، اور ان کو بتایا کہ تم لوگ اسلام کے دشمنوں کے پنجے میں آ گئے ہو سچا مذہب صرف اسلام ہے، باقی سب باطل ہیں، ان راجپوت سنگ دلوں سے نماز پڑھنے کا اقرار کرایا۔ یہ ان شخصیات کی بڑی کامیابی تھی مسلم راجپوتوں کو داڑھیاں بڑھانے، چوٹیاں کٹوانے، نام بدلوانے پر بھی نیم راضی کر لیا تھا۔ اسلامی کشش نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

دوسرے روز علی الصبح یہ مقدس قافلہ اسی گاؤں کھڑوائی کی دوسری چوپال میں تشریف لے گئے، اور وہاں پر راجپوتوں کو بلا کر سمجھایا۔ اور ان کی اسلام سے دوری پر حیرت وافسوس کا بھی اظہار کیا، نماز کی طرف رغبت دلائی، کچھ آسان مسائل بتائے، سنگ دل راجپوتوں نے نماز پڑھنے کا اقرار کیا، ایک مسلم راجپوت جن کا نام نواب علی خان تھا، ان کے سر پر ہندوؤں کی جیسی چوٹی تھی، ان شخصیات نے اس چوٹی کے بارے میں سب کو سمجھایا، اور پھر انھوں نے ان باتوں کو مان لیا، پھر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دست مبارک سے قینچی

لے کر چوٹی کاٹی، اور اسلام

کی تجدید بھی فرمائی، اور دوسرے صاحب اٹھے جن کا نام برہما تھا حضور مفتی اعظم ہند ﷺ نے ان کا نام رحمت علی رکھا اور چوٹی بھی کاٹی۔

موضع کھڑوائی میں وفد اسلام جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کی کامیابی کے بعد ایک وفد صدر مقام شاہی جامع مسجد آگرہ 21 جمادی الاول 1341ھ میں واپس آیا، جن میں سلطان المدرسین علامہ رحم الٰہی رضوی منگلوری، شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان رضوی پیلی بھیتی، مبلغ اسلام علامہ شفاء الرحمٰن مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے۔ 22 جمادی الاول 1341ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب ایک جلسہ تہنیت منعقد ہوا، جس میں علامہ منگلوری علیہ الرحمہ نے کھڑوائی کے واقعات تفصیل سے بیان کئے، محلہ رکاب گنج آگرہ، موضع سلطان پورہ متصل آگرہ کے ہمدردان اسلام کا بہت ہی خوبصورت لب ولہجہ میں شکریہ ادا کیا اور ایک دلپذیر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

علم دین کی ضرورت واہمیت اور یہ کہ اس وقت اسلامی دنیا میں جو ایک عظیم انقلاب پیدا ہو گیا ہے، اس کا اصل سبب علم دین کی کمی ہے، اور یہ کہ مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں، اپنے بچے کو علم دین کی تعلیم دلائیں، اور وہ خود علماء کی مجالس میں بیٹھ کر ان کے ارشادات سے مستفید ہوں۔ (ایضاً ص: 226 تا 232)

محترم قارئین! آپ نے پڑھا کہ کس طرح کے لوگوں کے بیچ جا کر ہمارے اکابرین نے دین کا پیغام پہنچایا، حالات پڑھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس نورانی قافلہ کی آمد پر کوئی استقبالیہ نعرے لگے ہوں گے، کوئی خوش آمدید کہا ہوگا، کوئی خاطر خواہ عزت افزائی کی گئی ہوگی، ایک بار مذکورہ قافلہ میں شریک شرکاء کے اسماء گرامی اور پڑھ لیجئے پھر غور کیجئے کہ آج جن کے نام ہم ادب کے ساتھ ہی لیتے ہیں ایسی شخصیات مذکورہ علاقوں میں مذکورہ ماحول وحالات میں بھی دعوت اسلام سے پیچھے نہیں ہٹے، بلکہ کہا جائے کہ اپنی اپنی جانوں کو ہتھیلیوں میں لے لے کر یہ شخصیات دعوت دین کے لئے انجان سے انجان علاقوں میں پہنچے اور بے شمار لوگوں کے ایمان کو بچایا۔ بنا تبصرے کے میں دعوت دیتا ہوں کہ ہم اپنے اپنے حالات پر غور کریں کہ ہم نے دین کے لئے کیا کیا؟

محاسن وکمالات:

حضرت علامہ رحم الٰہی منگلوری علیہ الرحمہ کی خصوصیات میں یہ چیز قابل ذکر ہے کہ صبح اول وقت میں بیدار ہوتے اور استغفار نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتے، تکبیر اولیٰ کا پنج وقتہ نمازوں میں اہتمام فرماتے، خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے شہزادوں بالخصوص حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت کے شیدائی تھے، پیرومرشد سے حد درجہ انسیت تھی، پیری مریدی کو آپ نے شیوہ نہیں بنایا، آپ طلبہ کا بہت خیال رکھتے تھے، تعلیم کے معاملات میں بہت سخت تھے کسی بھی قسم کی بے راہ روی برداشت نہیں کرتے تھے، اپنے اصول کے بہت سخت پابند تھے، نماز کا وقت ہو یا درس کا وقت، اس میں حاضری لازمی جانتے تھے۔ حسن خلاق، اچھا سلوک، اصاغر نوازی، غرباء پروری اور علماء نوازی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

(تجلیات خلفاء اعلیٰ حضرت، تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت)

وصال مبارک:

آخر عمر میں ضعف بینائی کے سبب سے وطن جا کر مقیم ہو گئے تھے، احباب و تلامذہ سے بہر ملاقات بریلی تشریف لے گئے، اختلاج قلب کے مریض تھے، واپسی میں گاڑی میں انتقال ہو گیا، یہ آخر صفر 1363ھ کا واقعہ ہے، جب گھر نہیں پہنچے تو کچھ دنوں کے بعد آپ کے صاحبزادے بریلی شریف لینے کو آئے، بریلی میں نہ ملے تو اخبارات میں اعلان دیا گیا، مگر سب بے سود رہا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

(تذکرہ علماء اہل سنت، ص 89)

وضاحت: منگلور مظفر نگر کے کچھ علماء کرام سے چرچہ ہوا تو پتہ چلا کہ سلطان المدرسین کا مزار پاک منگلور میں موجود ہے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے اکابرین کی سیرت پر عمل کرنے، ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد حشیم الدین قادری

دار العلوم غریب نواز، نزد جامع مسجد کچہری محلہ منڈلہ ایم۔ پی انڈیا

رابطہ نمبر- 9926714799 - 8319945574

Emial. Hashimuddinqadri@gmail.com

Website. Shariatseerat.com